۶۰ سال پہلے

خدافراموشی کا نتیجہ

اس خدافراموشی، آخرت فراموشی، اور پیغمبروں کی تعلیمات سے استغنا و بے نیازی کا نتیجہ یہ ہے کہ مغرب آج اس قدر روشن ہے کہ اس کی رات بھی دن ہے لیکن اس قدر تاریک ہے کہ دن بھی رات ہے۔ روشنی اور ترقی کے اس دور میں آج وہ سب کچھ پیش آ رہا ہے جو وحشت و بربریت کے دور کی خصوصیت سمجھی جاتی ہے۔ بقول میر اکبر حسین الٰہ آبادی مرحوم ؎

لکھے گا کلکِ حسرت دنیا کی ہسٹری میں　　　اندھیر ہو رہا تھا بجلی کی روشنی میں

گذشتہ جنگ کے اختتام پر مسٹر لائڈ جارج نے کہا تھا:

اگر حضرت مسیح اس دنیا میں تشریف لے آئیں، تو زیادہ عرصے تک زندہ نہ رہ سکیں گے۔ وہ ملاحظہ یہ فرمائیں گے کہ دو ہزار برس کے بعد بھی انسان فتنہ وفساد، کشت وخون، قتل وغارت میں بدستور مبتلا ہے، بلکہ اس وقت تو انسانیت کے جسم سے تاریخ کی عظیم ترین جنگ کے اثر سے خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں، اور زمین اس قدر تاراج ہوچکی ہے کہ نوبت فاقہ کشی کی آ گئی ہے۔ اور حضرت آ کر کیا دیکھیں گے؟ کیا اخوت ومساوات کے ساتھ لوگوں کو ہاتھ ملاتے؟ یا اس کے بالکل برعکس اس جنگِ عظیم سے بھی بڑھ کر مہلک و پُر اذیت جنگ کی تیاریاں کرتے؟ ایک سے بڑھ کر ایک جان لیوا اور ستم کش آلاتِ ہلاکت ایجاد کرتے اور تعذیب کی نئی نئی ترکیبیں سوچتے؟

اور موجودہ جنگ کے آغاز پر مسٹر ایڈن نے فرمایا:

............اس دنیا کے باشندے اس صدی کے پچھلے حصے میں غاروں میں زندگی گزارنے والے دنیا کے قدیم وحشیوں کا طرزِ زندگی اختیار کرلیں گے اور اُسی وحشت و بربریت کا دور شروع ہوجائے گا جو ہزاروں سال پہلے دنیا میں قائم تھا۔ کیسی عجیب بات ہے کہ تمام ممالک ایک ایسے ہتھیار سے بچنے کے لیے کروڑوں روپیہ صرف کررہے ہیں جس سے ہیں تو سب کے سب خائف مگر اس کو قابو میں رکھنے پر راضی نہیں ہوتے۔ میں بعض اوقات تعجب سے سوچتا ہوں کہ اگر کسی دوسرے سیارے سے کوئی سیاح اور زائر اس زمین پر آئے تو وہ ہماری اس دنیا کو دیکھ کر کیا کہے گا۔ وہ دیکھے گا کہ ہم سب اپنی ہی بربادی اور ہلاکت کے وسائل تیار کررہے ہیں اور طرفہ تماشا یہ ہے کہ ایک دوسرے کو اس کے طریق استعمال کی اطلاع بھی دے رہے ہیں۔

(سیرت محمدیؐ کا پیغام بیسویں صدی کے نام''، مولانا ابوالحسن علی ندوی، ترجمان القرآن، ج ۲۵، عدد ا-۴، رجب تا شوال ۱۳۶۳ھ، جولائی تا اکتوبر ۱۹۴۴ء، ص ۴۸)